بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف "ہمدردی خلق" بالفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خاکسار کے تقریر کا عنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمدردیٔ خَلق" ہے۔اس عنوان کا تعارف اور شروعات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ سے ہی کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"اور منجملہ انسان کے طبعی امور کے جو اس کی طبیعت کے لازم حال ہیں۔ہمدردیٔ خَلق کا ایک جوش ہے۔قومی حمایت کا جوش بالطبع ہر ایک مذہب کے لوگوں میں پایا جاتا ہے اور اکثر لوگ طبعی جوش سے اپنی قوم کی ہمدردی کے لئے دوسروں پر ظلم کر دیتے ہیں۔گویا انہیں انسان نہیں سمجھتے۔سو اس حالت کو خُلق نہیں کہہ سکتے۔یہ فقط ایک طبعی جوش ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے۔تو یہ حالتِ طبعی کوؤں وغیرہ پرندوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک کوے کے مرنے پر ہزارہا کوے جمع ہو جاتے ہیں۔لیکن یہ عادت انسانی اَخلاق میں اس وقت داخل ہوگی۔جب کہ یہ ہمدردی انصاف اور عدل کی رعایت سے محل اور موقع پر ہو اس وقت یہ ایک عظیم الشان خُلق ہوگا جس کا نام عربی میں مواسات اور فارسی میں ہمدردی ہے۔اسی کی طرف اللہ جل شانہ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے۔

تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان(المائدہ:۳)۔ولا تھنوا فی ابتغاء القوم۔(النسائ:۱۰۵) ولا تکن للخائنین خصیما۔(النسائ:۱۰۶) ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم ان اللہ لایحب من کان خوانا اثیما۔(النسائ:۱۰۸(

یعنی اپنی قوم کی ہمدردی اور اعانت فقط نیکی کے کاموں میں کرنی چاہئے اور ظلم اور زیادتی کے کاموں میں ان کی اعانت ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔اور قوم کی ہمدردی میں سرگرم رہو۔تھکو مت اور خیانت کرنے والوں کی طرف سے مت جھگڑو۔جو خیانت کرنے سے باز نہیں آتے خدا تعالیٰ خیانت پیشہ لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔

)اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰

صفحہ 363)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ہمدردی خلق کا درد

قرآن شریف میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کا سردار اور آپؐ کو بہترین امت قرار دیا گیا ہے۔اس بلند مقام اور منصب کا سب سے بڑا تقاضا خدمت ہے۔چنانچہ فرمایا

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (سورۃ ال عمران:۱۱۱(

کہ اے مسلمانو! تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کیلئے پیدا کی گئی ہے۔گویا خدمت خلق کے نتیجہ میں مسلمان واقعی طور پر اپنا بہترین ہونا ثابت کر سکتے ہیں۔تبھی تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ سید القوم خادمھم کہ قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔اور عمر بھر اس اصول کی ایسی لاج رکھی کہ بنی نوع کی خدمت کر کے کل عالم کا سردار ہونا ثابت کر دکھایا۔

چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں کہ "دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔آپؐ سے پوچھا گیا کس چیز کی خیر خواہی؟ آپؐ نے فرمایا اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمان ائمہ اور ان کے عوام الناس کی خیر خواہی۔

)مسلم کتاب الایمان باب بیان ان الدین النصیحۃ(

آپؐ نے اپنی جامع خوبصورت تعلیم کے ذریعہ بنی نوع انسان کی سب سے بڑی خدمت یہ کی کہ ہر انسان کی جان، مال اور عزت کی حرمت قائم فرما دی۔

)بخاری کتاب العلم باب لیبلغ العلم الشاھد الغائب(

رسول کریمؐ آغاز سے ہی مخلوق خدا سے محبت رکھتے اور لوگوں کی ضرورتیں پوری کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔مکی دور میں بعثت سے قبل آپؐ معاہدہ حلف الفضول میں شریک ہوئے تھے جس کا بنیادی مقصد مظلوموں کی امداد تھا۔آپؐ فرماتے تھے کہ اس معاہدہ میں شرکت کی خوشی مجھے اونٹوں کی دولت سے بڑھ کر ہے اور اسلام کے بعد بھی مجھے اس معاہدہ کا واسطہ دیکر مدد کے لئے بلایا جائے تو میں ضرور مدد کروں گا۔

)سیرۃ النبوی لابن ھشام صفحہ ۱۴۲،۱۴۱(

حضرت خدیجہؓ کی شہادت

حضرت خدیجہؓ نے پہلی وحی پر رسول کریمؐ کے اخلاق پر جو گواہی دی وہ یہ ہے کہ

واللّٰہِ لا یخزیک اللّٰہُ ابدًا انک لتصل الرِّحم و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علیٰ نوائب الحق۔

(بخاری بدء الوحی(

امت کے لئے درد

رسولِ کریمؐ کے دل میں اپنی امت کے لئے بہت درد تھا۔عباس بن امرداس السلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عرفات کی شام اپنی امت کے لئے بخشش کی دعا کی۔آپؐ کو جواب ملا کہ میں نے تیری امت کو بخش دیا سوائے ظالم کے۔ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائیگا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اے میرے رب! اگر تو چاہے تو (یہ بھی تو کر سکتا ہے کہ) مظلوم کو (مظلومیت کے بدلہ میں) جنت دیدے۔ ظالم کو (اس کا ظلم) بخش دے۔اس شام تو آپؐ کو اس دعا کا کوئی جواب نہ ملا مگر مزدلفہ میں صبح کے وقت آپؐ نے پھر یہ دعا کی تو آپؐ کی دعا شرف قبول پا گئی۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے۔حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓنے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کس بات پر مسکرائے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپؐ کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا ہی رکھے۔آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے دشمن ابلیس کو جب یہ پتہ چلا کہ اللہ نے میری دعا سن لی ہے اور میری امت کو بخش دیا ہے تو مٹی لے کر اپنے سر میں ڈالنے لگا اور اپنی ہلاکت و تباہی کی دعائیں کرنے لگا۔اسی کی گھبراہٹ کا یہ عالم دیکھ کر مجھ سے ہنسی ضبط نہ ہو سکی۔

)ابن ماجہ کتاب المناسک باب الدعا(

پھر ایک اور واقعہ سے آپ کا امت کے لئے درد محسوس ہوتا ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریمؐ میرے پاس سے گئے تو خوشگوار طبیعت میں تھے، واپس آئے تو غمگین تھے۔میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپؐ میرے پاس سے گئے تو ہشاش بشاش تھے واپس آئے تو غمگین ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں کعبہ کے اندر گیا تھا مگر اب افسوس ہو رہا ہے کہ کاش ایسا نہ کیا ہوتا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں

نے اپنے بعد اپنی امت کو مشقت میں نہ ڈال دیا ہو۔یعنی اگر امتی بھی اندر جانے کی خواہش کریں گے تو ان کی کثرت کے باعث یہ خواہش پوری ہونی مشکل ہو جائے گی۔

)ابن ماجہ کتاب المناسک باب دخول کعبہ(

اسی طرح رسول کریمؐ فرماتے تھے کہ اگر امت پر گراں خیال نہ کرتا تو انہیں نمازِ عشاء تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیتا(بخاری(

ایک اور موقع پر فرمایا کہ اگر امت پر گراں خیال نہ کرتا تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ (مسلم(

عام انسانوں سے ہمدردی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مدد یا خدمت خلق کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔بے کس خواہ کسی ملک اور قوم کا ہو اس کی مظلومیت کا حال سن کر آپؐ بے چین ہو جاتے تھے۔

مہاجرین حبشہ جب مدینہ واپس لوٹے تو نبی کریمؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ ملک حبشہ میں تم نے کیا کچھ دیکھا۔وہاں کی کوئی دلچسپ بات تو سناؤ۔ایک نوجوان نے یہ قصہ سنایا کہ ایک دفعہ ہم حبشہ میں بیٹھے تھے۔ایک بڑھیا کا ہمارے پاس سے گزر ہوا۔اس کے سر پر پانی کا ایک گھڑا تھا۔وہ ایک بچے کے پاس سے گزری تو اس نے اسے دھکا دیا اور وہ گھٹنوں کے بل آ گری۔گھڑا ٹوٹ گیا۔بڑھیا اٹھی اور اس بچے کو کہنے لگی اے دھوکے باز بدبخت! تجھے جلد اپنے کئے کا انجام معلوم ہو جائے گا جب اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہو گا اور فیصلہ کے دن پہلوں اور پچھلوں سب کو جمع کرے گا۔ہاتھ اور پاؤں جو کچھ کرتے تھے خود گواہی دیں گے۔تب تمہیں میرے اور اپنے معاملے کا صحیح علم ہو گا۔رسول اللہؐ نے جوشِ ہمدردی سے فرمایا اس بڑھیا نے سچ کہا اللہ تعالیٰ اس قوم کو کیسے بَرَکت بخشے اور پاک کرے گا جس کے کمزوروں کو طاقتوروں سے ان کے حق دلائے نہیں جاتے۔

)سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۵۱(

خدمتِ خلق کے مواقع کی تلاش

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلام کے پاس سے گزرے جو ایک بکری کی کھال اتار رہا تھا۔حضورؐ نے اسے فرمایا تم ایک طرف ہو جاؤ میں تمہیں کھال اتارنے کا طریقہ بتاتا ہوں۔تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بازو جلد اور گوشت کے درمیان داخل کیا اور اس کو دبایا یہاں تک کہ بازو کندھے تک کھال کے اندر چلا گیا۔پھر آپؐ نے اس غلام سے فرمایا کہ اے بچے! کھال اس طرح اتارتے ہیں۔تم بھی ایسے ہی کرو۔ پھر آپؐ تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور دوبارہ وضو نہیں کیا۔

)ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب السلخ(

ابو جہل کے خلاف مظلوم کی آواز سننا

رسول کریمؐ جابر دشمن کے مقابل پر بھی مظلوم کی مدد کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ایک اجنبی ”الاراشی“ سے ابوجہل نے اونٹ خریدااور قیمت کی ادائیگی میں پس و پیش کرنے لگا۔اراشی قریش کے مجمع میں آ کر مدد کا طالب ہوا اور کہا کہ میں اجنبی مسافر ہوں۔کوئی ہے جو ابوجہل سے مجھے میرا حق دلائے؟ وہ میرے مال پر قابض ہے۔ سردارانِ قریش نے ازراہ تمسخر رسول کریمؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ شخص تمہیں ابوجہل سے حق دلا سکتا ہے۔اراشی رسول اللہؐ کے پاس جا کر کہنے لگا کہ آپؐ ابوجہل کے خلاف میری مدد کریں۔رسول کریمؐ اس کے ساتھ چل پڑے۔سردارانِ قریش نے اپنا ایک آدمی پیچھے بھجوایا تا کہ دیکھے ابوجہل کیا جواب دیتا ہے۔رسول کریمؐ نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔اس نے پوچھا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں محمدؐ ہوں۔آپ باہر آؤ۔آپ کو دیکھ کر ابو جہل کا رنگ فق ہو گیا آپؐ نے فرمایا! اس شخص کا حق اسے دیدو۔ابوجہل نے کہا اچھا۔آپؐ نے فرمایا! میں یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا جب تک اس کا حق ادا نہ ہو جائے۔ابوجہل اندر گیا اور اس شخص کی رقم لا کر اسے دیدی۔تب آپؐ واپس تشریف لائے۔ادھر اراشی نے واپس آ کر سردارانِ قریش کی مجلس میں کہا کہ اللہ محمدؐ کو جزائے خیر دے اس نے مجھے میرا مال دلوا دیا ہے۔اتنے میں قریش کا بھجوایا ہوا آدمی بھی آ گیا اور کہنے لگا آج میں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا کہ ادھر محمدؐ نے ابوجہل کو اراشی کا حق دینے کو کہا اور ادھر اس نے فوراً رقم لا کر ادا کر دی۔ تھوڑی دیر میں ابوجہل بھی آ گیا۔سب اس سے پوچھنے لگے کہ تمہیں کیا ہو گیا تھا؟ ابوجہل نے کہا کہ جونہی میں نے محمدؐ کی آواز سنی، مجھ پر

سخت رعب طاری ہو گیا۔جب باہر آیا تو دیکھا کہ محمدؐ کے سر کے پاس خونخوار اونٹ ہے۔اگر میں انکار کرتا تو وہ اونٹ مجھے چیر پھاڑ کر رکھ دیتا۔

)السیرۃ النبویہ لابن ھشام جلد ۲ صفحہ ۱۲۴،۱۲۳(

عورتوں سے ہمدردی

عورتوں سے حسنِ سلوک کا آپ خاص خیال رکھتے تھے۔آپؐ نے سب سے پہلے دنیا میں عورت کے ورثہ کے حق کو قائم کیا۔چنانچہ قرآن کریم میں لڑکوں اور لڑکیوں کو باپ اور ماں کے ورثہ کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔اسی طرح ماؤں اور بیویوں کو بیٹیوں اور خاوندوں کے ورثہ میں حقدار قرار دیا گیا ہے۔اور بعض صورتوں میں بہنوں کو بھی بھائیوں کے ورثہ کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔اسلام سے پہلے دنیا کے کسی مذہب نے بھی اس طرح حقوق قائم نہیں کئے۔اسی طرح آپؐ نے عورت کو اس کے مال کا مستقل مالک قرار دیا ہے خاوند کو حق نہیں کہ خاوند ہونیکی وجہ سے عورت کے مال میں دست اندازی کر سکے۔

عورتوں کے جذبات کا آپ کو اس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ نماز میں آپؐ کو ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی تو آپ نے نماز جلدی جلدی پڑھا کر ختم کر دی پھر فرمایا ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی تھی، میں نے کہا اس کی ماں کو کتنی تکلیف ہو رہی ہو گی۔چنانچہ میں نے نماز جلدی ختم کر دی تا کہ ماں اپنے بچہ کی خبر گیری کر سکے۔

)بخاری کتاب الصلوۃ باب مَنْ اخف الصلوۃ عند بکاء الصبی(

جب آپؐ ایسے سفر پر جاتے جس میں عورتیں بھی ساتھ ہوتیں تو ہمیشہ آہستگی سے چلنے کا حکم دیتے۔ایک دفعہ ایسے ہی موقعہ پر جبکہ سپاہیوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں اور اونٹوں کی نکیلیں اٹھا لیں۔آپؐ نے فرمایا۔رفقاً بالقواریر ارے کیا کرتے ہو عورتیں بھی ساتھ ہیں اگر تم اس طرح اونٹ دوڑاؤ گے تو شیشے چکنا چور ہو جائینگے (بخاری کتاب الادب(

ایک دفعہ جنگ کے میدان میں کسی گڑ بڑ کی وجہ سے سواریاں بدک گئیں۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھوڑے سے گر گئے اور بعض مستورات بھی گر گئیں۔ایک صحابی جن کا اونٹ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے

تھا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گرتے ہوئے دیکھ کر بے تاب ہو گئے اور کود کر یہ کہتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے ”رسول اللہ میں مر جاؤں اور آپ بچے رہیں“ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں رکاب میں الجھے ہوئے تھے آپؐ نے جلدی جلدی اپنے آپ کو آزاد کیا اور اس صحابی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ”مجھے چھوڑو اور عورتوں کی طرف جاؤ“ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؐ نے اس وقت سب مسلمانوں کو جمع کر کے جو وصیتیں کیں ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ میں تم کو اپنی آخری وصیت یہ کرتا ہوں کہ عورتوں سے ہمیشہ حسنِ سلوک کرتے رہنا۔آپؐ اکثر فرمایا کرتے تھے جس کے گھر میں لڑکیاں ہوں اور وہ ان کو تعلیم دلائے اور ان کی اچھی تربیت کرے۔خدا تعالیٰ قیامت کے دن اس پر دوزخ حرام کر دے گا۔

)ترمذی جلد ۲ ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی النفقۃ علی البنات(

معاویہ بن ہندہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ بیوی کا حق ہم پر کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو خدا تمہیں کھانے کے لئے دے وہ اسے کھلاؤ۔اور جو خدا تمہیں پہننے کے لئے دے وہ اسے پہناؤ۔اور اس کو تھپڑ نہ مارو اور گالیاں نہ دو اور اسے گھر سے نہ نکالو۔

غلاموں سے ہمدردی

اس مضمون کے تحت سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہؓ کا ذکر کرنا چاہوں گا۔

حضرت خدیجہؓ کے ایک بھتیجے تھے جن کا نام حکیم بن حزام تھا۔یہ بڑے تاجر آدمی تھے اور ہمیشہ تجارتی قافلوں کے ساتھ ادھر ادھر آتے جاتے رہتے تھے۔ایک دفعہ یہ کہیں تجارت کے لئے گئے تو چند ایک غلام خرید کر لائے۔ اور ان میں سے ایک غلام اپنی پھوپھی کی نذر کیا۔اس کا نام زید بن حارثہ تھا۔زید دراصل ایک آزاد خاندان کا لڑکا تھا مگر کسی لوٹ مار میں قید ہو کر غلام بنا لیا گیا تھا۔خدیجہؓ نے زید کو ایک ہوشیار اور ہونہار لڑکا پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ یہ دستور تھا کہ اپنے غلاموں اور خادموں کو نہایت محبت اور پیار کے ساتھ رکھتے تھے۔اور ان سے اپنے رشتہ داروں کی طرح سلوک کرتے تھے، چنانچہ زید کے ساتھ بھی آپؐ کو محبت

تھی اور زید چونکہ ایک وفا دار دل رکھتا تھا، اس لئے اسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ارادت ہو گئی۔ اسی زمانہ میں زید کا باپ حارثہ اور اس کا چچا کعب زید کا پتہ لیتے لیتے مکہ آ نکلے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عاجزی سے استدعا کی کہ زید کو رہا کر کے ان کے ساتھ بھیج دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں اگر زید جانا چاہے تو میری طرف سے بخوشی اجازت ہے"۔اس پر زید کو بلایا گیا اور آپؐ نے اسے کہا زید تم ان کو پہچانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟ اس نے عرض کی ہاں یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔یہ تم کو لینے آئے ہیں۔اگر تم جانا چاہتے ہو تو میری طرف سے تم کو بخوشی اجازت ہے۔زید نے جواب دیا میں آپ کو چھوڑ کر ہرگز نہیں جاؤں گا۔آپؐ میرے لئے میرے چچا اور باپ سے بڑھ کر ہیں۔زید کا باپ غصہ سے بولا۔ہیں! تو غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے؟ زید نے کہا ہاں کیونکہ میں نے ان میں ایسی خوبیاں دیکھی ہیں کہ اب میں کسی کو ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔

زید کے اسی بیان کا احترام کرتے ہوئے آپؐ اسے خانہ کعبہ میں لے گئے اور اعلان کر دیا کہ زید کو آج سے میں اپنا بیٹا بناتا ہوں۔یہ میرا وارث ہو گا اور میں اس کا وارث ہوں۔باپ اور چچا نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ بھی بخوشی واپس چلے گئے۔

)سیرۃ خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

صفحہ ۱۱۱،۱۱۰(

حضرت معاویہؓ بن حکم کی ایک لونڈی تھی جو ان کی بکریاں چراتی تھی۔ایک دن بھیڑیا اس کے ریوڑ پر حملہ کر کے ایک بکری اٹھا کر لے گیا۔معاویہؓ نے غصے میں آ کر اس لونڈی کو ایک تھپڑ رسید کر دیا۔اور پھر رسول اللہؐ کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔حضورؐ پر یہ بات بہت گراں گزری۔معاویہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔جب وہ آئی تو آپؐ نے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں۔آپؐ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔رسول اللہؐ نے فرمایا یہ مومن عورت ہے اسے آزاد کر دو۔

)مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلوۃ(

حضرت عبداللہؓ بن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت خلق کے سلسلہ کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہؐ کے پاس کہیں سے دس درہم آئے۔اتنے میں ایک سوداگر آ گیا، رسول کریمؐ نے اس سے چار درہم میں ایک قمیص خرید لیا۔اسے پہن کر باہر تشریف لائے تو ایک انصاری نے عرض کیا حضورؐ آپ یہ مجھے عطا کر دیں اللہ آپؐ کو جنت کے لباس عطا فرمائے۔آپؐ نے وہ قمیص اسے دیدیا۔پھر آپ دوکاندار کے پاس گئے اور اس سے چار درہم میں ایک اور قمیص خریدا۔اب آپ کے پاس دو درہم بچ رہے تھے۔راستہ میں آپؐ کو ایک لونڈی ملی جو رو رہی تھی۔آپؐ نے سبب پوچھا تو وہ بولی کہ گھر والوں نے مجھے دو درہم کا آٹا خریدنے بھیجا تھا وہ درہم گم ہو گئے ہیں۔رسول کریمؐ نے فوراً اپنے دو درہم اس کو دے دیئے۔جانے لگے تو وہ پھر رو پڑی۔آپؐ نے پوچھا کہ اب کیوں روتی ہے؟ وہ کہنے لگی کہ مجھے ڈر ہے کہ گھروالے مجھے تاخیر ہونے کے سبب سے ماریں گے۔رسول کریمؐ اس کے ساتھ ہو لئے اور اس کے مالکوں کو جا کر کہا کہ اس لونڈی کو ڈر تھا کہ تم لوگ اسے مارو گے۔اس کا مالک کہنے لگا یا رسول اللہؐ! آپ کے قدم رنجہ فرمانے کی وجہ سے میں آج سے اسے آزاد کرتا ہوں۔رسول کریمؐ نے اسے نیک انجام کی بشارت دی اور فرمایا ”اللہ نے ہمارے دس درہموں میں کتنی برکت ڈالی کہ ایک قمیص انصاری کو ملا۔ایک قمیص خدا کے نبیؐ کو عطا ہوا۔اور ایک غلام بھی اس میں آزاد ہو گیا۔میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے اپنی قدرت سے ہمیں یہ سب کچھ عطا فرمایا“

)مجمع الزوائد جلد

۹ صفحہ ۱۴(

غریبوں سے ہمدردی

آپ کو امت کے غرباء کا اتنا خیال تھا کہ قربانی کی عید پر دو موٹے تازے مینڈھے خریدتے۔ایک اپنی امت کے ہر اس فرد کی طرف سے ذبح کرتے جو توحید اور رسالت کی گواہی دیتا ہے، دوسرا مینڈھا اپنے اہل خاندان کی طرف سے ذبح فرماتے۔(بخاری(

آپ ہمیشہ کمزوروں اور حاجت مندوں کے کام آتے اور فرماتے تھے کہ جب بندہ اپنے کسی بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان بھائی کی کوئی تکلیف دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے

روز کی تکلیف دور کرے گا۔اور جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی فرمائے گا۔

)بخاری کتاب المظالم باب لا یظلم المسلم المسلم(

فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے سر کے بال پراگندہ ہوتے ہیں اور ان کے جسموں پر مٹی پڑی ہوتی ہے اگر وہ لوگوں سے ملنے جائیں تو لوگ اپنے دروازے بند کر لیتے ہیں لیکن ایسے لوگ اگر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا بیٹھیں تو خدا کو ان کا اتنا احترام ہوتا ہے کہ وہ ان کی قسم پوری کر کے چھوڑتا ہے۔

)مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الضعفائ(

ایک غریب شخص نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میں تو مارا گیا۔رمضان کے روزے میں بیوی سے ازدواجی تعلق قائم کر بیٹھا ہوں۔آپؐ نے فرمایا ایک گردن آزاد کر دو۔کہنے لگا، مجھے اس کی کہاں توفیق؟ فرمایا پھر مسلسل دو مہینے کے روزے رکھو۔کہنے لگا مجھے اس کی بھی طاقت نہیں۔آپؐ نے فرمایا اچھا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دواس نے کہا یہ سب میری استطاعت سے باہر ہے۔دریں اثناء کھجوروں کی ایک ٹوکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی۔آپؐ نے اس سائل کو بلوایا اور وہ ٹوکری اس کے حوالے کر کے فرمایا یہ صدقہ کر دو۔وہ بولا مدینہ کی بستی میں ہم سے غریب اور کون ہے جس پر یہ صدقہ کروں۔رسول کریمؐ اس کے جواب پر خوب مسکرائے اور فرمایا اچھا پھر یہ کھجوریں خود ہی لے لو۔

)بخاری کتاب الادب باب التبسم والضحک(

ایک غریب عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دن اس کو نہ دیکھا، تو آپؐ نے پوچھا۔وہ عورت نظر نہیں آتی لوگوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو گئی ہے۔آپؐ نے فرمایا جب وہ فوت ہو گئی تھی تو تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی کہ میں بھی اس کے جنازہ میں شامل ہوتا پھر فرمایا شاید تم نے اس کو غریب سمجھ کر حقیر جانا۔ایسا کرنا درست نہیں تھا مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے پھر آپ اس کی قبر پر گئے اور جا کر اس کے لئے دعا کی۔

)بخاری کتاب الصلوۃ باب کنس المسجد(

غرباء کے رشتہ ناطہ میں تعاون

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غریب صحابی جلبیب کے رشتہ کا پیغام ایک انصاری لڑکے والد کو بھجوایا۔ وہ کہنے لگے میں اس کی ماں سے مشورہ کرونگا۔اس آدمی نے جب بیوی سے مشورہ کیا تو وہ کہنے لگی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم جلبیب جیسے غریب آدمی کو رشتہ دے دیں حالانکہ اس سے پہلے ہم اس سے بہتر رشتے رد کر چکے ہیں۔لڑکی پردے میں سن رہی تھی۔کہنے لگی کیا تم رسول اللہؐ کے حکم کو موڑو گے، اگر حضور راضی ہیں تو نکاح کر دو۔چنانچہ اس کے والد نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بچی راضی ہے اس لئے ہم بھی راضی ہیں۔یوں آپؐ نے جلبیب کی شادی کروا دی۔یہ جلبیب بعد میں ایک مہم میں شہید ہو گئے۔

)مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۳۶(

آپ ہمیشہ غرباء کے حالات کو درست رکھنے کی کوشش رکھتے اور ان کو سوسائٹی میں مناسب مقام دینے کی سعی فرماتے۔ایک دفعہ آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک امیر آپ کے سامنے سے گذرا آپؐ نے ایک ساتھی سے دریافت کیا کہ اس شخص کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے۔اس نے کہا یہ معزز اور امیر لوگوں میں سے ہے اگر یہ کسی لڑکی سے نکاح کی خواہش کرے تو اس کی درخواست قبول کی جائیگی۔اور اگر یہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش مانی جائیگی۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر خاموش رہے۔اس کے بعد ایک اور شخص گذرا جو غریب اور نادار معلوم ہوتا تھا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ساتھی سے پوچھا تمہاری اس کے بارہ میں کیا رائے ہے۔اس نے کہا یا رسول اللہ یہ غریب آدمی ہے اور اس لائق ہے کہ اگر یہ کسی کی لڑکی سے نکاح کی درخواست کرے تو اس کی درخواست قبول نہ کی جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے اور اگر یہ باتیں سنانا چاہے تو اس کی باتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس غریب آدمی کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے کہ ساری دنیا سونے سے بھر دیجائے۔

)بخاری کتاب الرقاق باب فضل

الفقر(

مریضوں کی عیادت اور ان کا علاج کرنا

رسول کریمؐ اپنے بیمار صحابہ کی خود عیادت فرماتے تھے اور ان کے لئے دعاکے علاوہ بسا اوقات مناسب دوا بھی تجویز فرماتے تھے۔(ابن ماجہ(

آپؐ فرماتے تھے کہ ہر بیماری کی دوا ہوتی ہے۔بعض بیماریوں کا علاج روحانی دعا وغیرہ سے فرماتے تھے۔

ابو ھریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور میری طرف توجہ فرمائی تو فرمایا کہ کیا تمہارے پیٹ میں درد ہے؟ عرض کیا ہاں۔فرمایا نماز پڑھو۔اس میں شفاء ہے۔(ابن ماجہ(

اسی طرح آپ دم اور دعا سے بھی علاج فرماتے تھے۔اپنی بیماری کے دنوں میں قرآن کی آخری دو سورتیں (معوذات) پڑھتے تھے۔اس طرح فاتحہ کی دعا سے بھی علاج فرمایا۔(بخاری(

آپؐ اپنے صحابہ کو بھی تلقین فرماتے تھے کہ بیمار کی عیادت کو جایا کرو یہ ایک مسلمان بھائی کا حق ہے۔آپؐ نے صرف انصار کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ یا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جیسے بزرگ صحابہ کی ہی عیادت نہیں فرمائی بلکہ نوجوانوں، بچوں، بدّوؤں کی عیادت کیلئے بھی بنفس نفیس تشریف لے جاتے رہے۔اپنے چچا ابو طالب اور یہودی غلام کی بھی عیادت فرمائی۔

جابر بن عبداللہؓ ایک نوجوان صحابی تھے جن کے والد احد میں شہید ہو گئے تھے۔ انہیں یہ بات ہمیشہ یاد رہی کہ ”ایک دفعہ میں بیمار ہوا۔غشی کی حالت تھی۔رسول اللہؐ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ پیدل میری عیادت کے لئے تشریف لائے تھے۔(بخاری(

رسول کریمؐ بیمار کی تکلیف کا خاص خیال رکھتے اور علاج تجویز فرماتے تھے۔ حضرت کعب بن عُجرہ سفر حج میں آپ کے ساتھ شریک تھے۔ان کے بال لمبے تھے اور سر میں جوئیں بہت پڑ گئیں تھیں۔حالتِ احرام میں سر بھی نہیں منڈوا سکتے تھے۔نبی کریمؐ ان کے پاس سے گزرے تو ان کی تکلیف دیکھ کر فرمایا کیا تمہارے سر کی جوئیں تمہیں تکلیف

دیتی ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔آپؐ نے اسی وقت حجام کو بلایا جس نے سر کے بال مونڈ دیئے۔پھر فرمایا "اب احرام میں بال مونڈوانے کا کفارہ ادا کر دو۔"

)بخاری کتاب المرضی باب قول المریض انی وجع(

رسولِ کریمؐ ایک دفعہ ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے۔اس سے پوچھا تمہیں کچھ کھانے کی خواہش ہے؟ اس نے کہا کہ گندم کی روٹی کو دل کرتا ہے۔آپؐ نے اسی وقت ارشاد فرمایا کہ جس کسی کے گھر گندم کی روٹی ہو وہ اپنے اس بیمار بھائی کے لئے بھیج دے۔پھر حضورؐ نے فرمایا جب تمہارا مریض کسی چیز کا تقاضا کرے تو وہ اسے کھلایا کرو۔

ایک اور مریض نے حضورؐ کے استفسار پر فرمایا کہ مجھے دودھ شکر اور آٹے سے پکی ہوئی روٹی چاہئے۔حضورؐ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔چنانچہ اسے ایسی روٹی مہیا کی گئی۔

)ابن ماجہ کتاب الطب باب المریض یشتھی شیٔ(

اسی طرح حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا کوئی فرد بیمار ہوتا تو آپؐ کے حکم سے مریض کے دلیہ گوشت کے لئے مستقل ایک ہنڈیا چولہے پر چڑھی رہتی یہاں تک کہ وہ آدمی اچھا ہو جائے۔

)ابن ماجہ کتاب الطب باب التلبیہ(

عام انسانوں سے ہمدردی

منذر بن جریرؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیا تھے، دن کا پہلا پہر تھا۔حضورؐ کی خدمت میں ایک غریب قوم کے کچھ لوگ آئے جو ننگے پاؤں اور ننگے بدن تھے۔انہوں نے تلواریں سونتی ہوئی تھیں اور ان کا تعلق مضر قبیلہ سے تھا۔ان کی بھوک اور افلاس کی حالت دیکھ کر رسول اللہؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔

حضور گھر تشریف لے گئے پھر باہر آ کر بلالؓ سے کہا کہ ظہر کی اذان دے۔ آپؐ نے نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا اور ان کیلئے صدقہ کی تحریک فرمائی۔لوگوں نے دینار، درہم، کپڑے، جَو اور کھجور وغیرہ صدقہ کیا یہاں تک کہ غلے کے دو ڈھیر جمع ہو گئے۔میں نے دیکھا رسول اللہؐ کا چہرہ خوشی سے ایسے دمک اٹھا جیسے سونے کی ڈلیاں ہوں۔

)مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۳۵۹(